اُسوقت دہلی میں بھی علما کی کمی نہ تھی۔ اس شہر کے اندر و باہر بیشمار مقبرے اور قبے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اسی دور کی یادگاریں ہیں جبکہ مسلمانوں میں ذہنی ابتذال آچکا تھا۔ سلطنت مغلیہ کا چراغ ٹمٹمانے تک پہنچ گیا تھا۔ پنجاب کے مسلمان سکھوں کے ہاتھوں مرتد ہونے کے قریب آرہے تھے۔ مگر نہ تو پنجاب کے علما و زہاد میں سے کسی نے مسلمانوں کی امداد و مخلصی کو شعار دین سمجھا۔ اور نہ دہلی کے ہی کسی عالم یا صوفی نے اپنے نام لیواؤں کے اس درد و کرب کو محسوس کیا ؎

تمہیں آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنے

آخر مسلمانوں کی اس ذلت اور دربدری کا درد حجۃ اللہ شاہ ولی اللہؒ دہلوی کے نامور پوتے مولانا محمد اسمٰعیلؒ کے دل میں اٹھا وہ اس درد کو لیکر سید احمد (حضرت امیر المومنین) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ امیرالوقت نے اس درد کو دیکھکر اس کا تجزیہ کیا۔ اور ایک ایک جزکو سراپا درد پایا۔ خود بھی درد بن گئے۔ ہر بُن مو سے اس درد کا شیون بلند ہوا۔ اور شاہ اسمٰعیلؒ تو اس درد کے حامل ہی تھے۔ وہی یہ جنس گرانمایہ لیکر اپنے مرشد جہاد (طریقت نہیں) کی خدمت میں پہنچے تھے۔ دونوں بیقرار ہوکر تڑپنے لگے۔ کسی پہلو چین نہ مل سکا۔ مرشد نے بریلی کو خیرباد، مرید نے دہلی کو الوداع پکارا۔ صوبہ صوبہ شہر شہر قریہ بہ قریہ اسے لئے لئے پھرے۔ جہاں گئے قبول عام نے استقبال کیا جس نے سنا سراپا درد بن گیا۔ اور کرب و بلا سے تڑپنے لگا۔ مرشد کی متابعت کے بغیر کوئی مداوا نظر نہ آیا۔ گروہ کے گروہ دائیں بائیں آگے پیچھے چلے جارہے ہیں۔ ان کا داعیہ یہ ہے کہ پنجاب کے مسلمانوں کو اس درد سے مخلصی دلائیں جو ہمارے لئے بھی موجب کرب بن گیا ہے۔ پھر کیا گذری؟ ؎

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا ویاتیک بالاخبار ما لم تزود

(باقی)

بہارِ نو

(از جناب ضیاءالدین صاحب ضیا الہ آبادی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

"محدث" نے بہارِ نو کا مژدہ پھر سنایا ہے گلستانِ صحافت پر نیا غنچہ کھلایا ہے
معطر ہے دماغ اہل دانش پھر نئے سر سے سبھی کو بوئے عنبر بیز نے بیخود بنایا ہے
تمنائی نہ کیوں ہو طالب علم و ادب ہر دم خزانہ علم و دانش کا عجب اس نے لٹایا ہے
روانی قابلِ تحسیں معانی دیر کے لائق اسی نے مصطفٰے کے دین کا دریا بہایا ہے
وہ جس نے ظلمتوں کو نور سے یکسر بدل ڈالا وہ جس نے کفر کے خرمن کو خاکستر بنایا ہے
وہ جس نے حسن خلقی کے سبق سب کو دیئے کیا کیا وہ جس نے خدمت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہے
وہ جس کا حسن ہے بزم جہاں میں نادر و یکتا وہ ان رعنائیوں کے ساتھ ہم تک آج آیا ہے
نہ پوچھو اسکے ہر مضمون کی شوکت و عظمت کو کہ دنیائے صحافت میں بہت اعزاز پایا ہے

بیاں اشعار میں کیا ہو ادا ہو نظم میں کیونکر
ضیا رتبہ "محدث" کا جو قدرت نے بڑھایا ہے